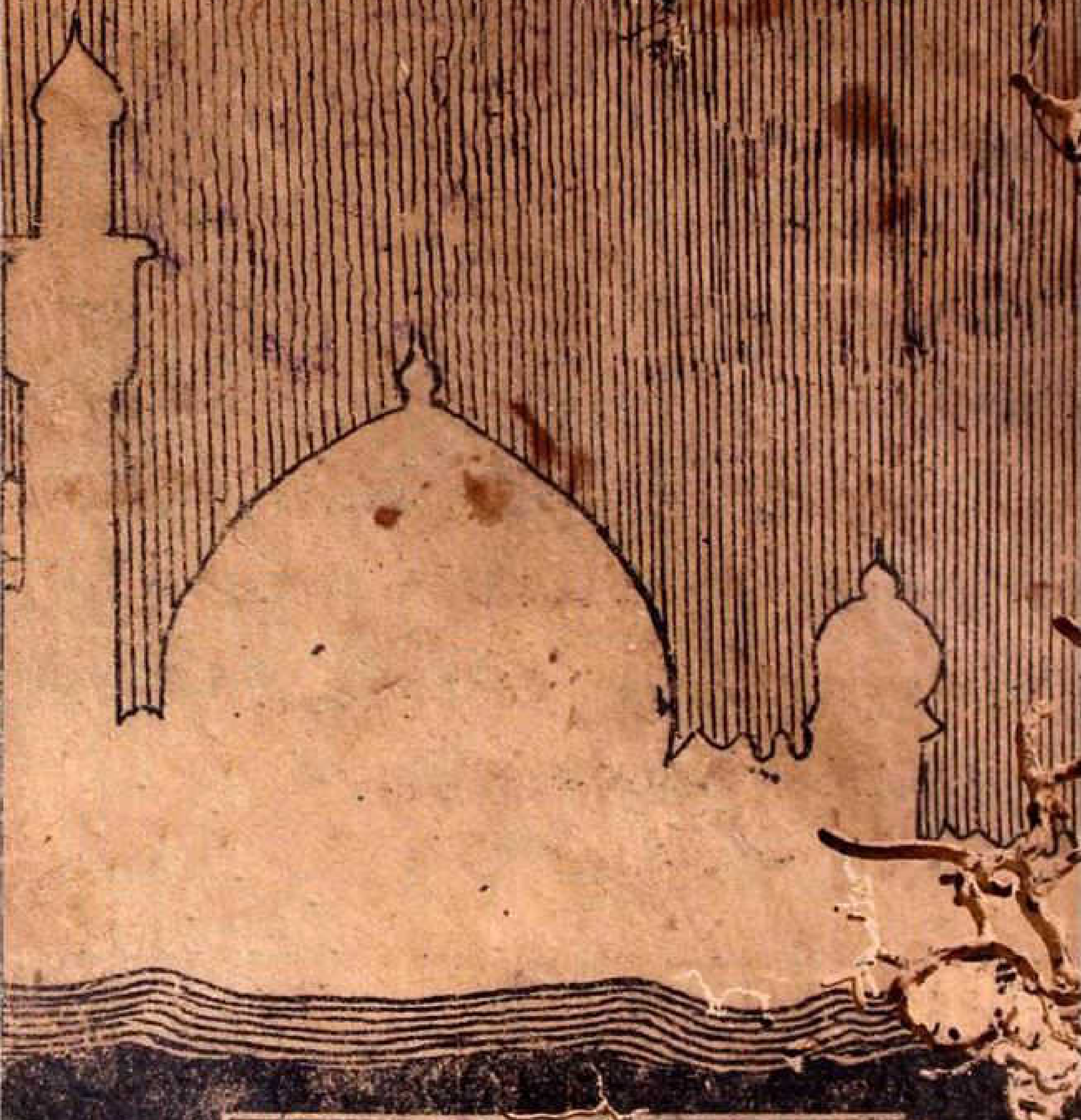
ادارۂ
سحاب کی زرین خدمت

آئینۂ کربلا



دعبلِ ہند حضرت [illegible] مرحوم سید الخطیبین مولانا اولاد حسین صاحب شاعرؔ
اور مہدی نظمی کے پُر درد اور منتخب کئے ہوئے چند نوحے۔

نامراد بہن

قسمت دوبارہ مقتل سرور میں لاتی ہے — بھائی سے نامراد بہن ملنے آتی ہے

آتی ہے بار بار جو سرور کے خوں کی بو — محمل میں بیقراری دل بڑھتی ...

سجاد سے یہ کہتی تھیں مقتل ہے کیا یہی — کیوں فاطمہ کے رونے کی آوا...

شہ کو کفن میں دشت میں دے لوں تو چین آئے — بگڑی حسین کلیجہ دکھا...

اب لاش سے بھی ہوگا قیامت تلک فراق — تقدیر مجکو شہ سے جدا کرتی جاتی ہے

میت گلے لگا کے یہ بولی بہن سے ماں — ابتک گلوں کی بو مری جاں تن سی آتی ہے

وارث سے تھا یہ زوجۂ عباس کا بیاں — تاحشر آج سے مری قسمت جھٹراتی ہے

اس طرح دل پہ شاق ہے کڑیل جوان کا ہجر — اکبر جو دفن ہوتے ہیں ماں تڑپی جاتی ہے

زینب بعد دفن شہ دیں سے کہتی تھیں — بھیا بہن مزار گلے سے لگاتی ہے

اب دیکھئے کہ قبر پہ آنا ہو یا نہ ہو — زینب تمھیں سپرد خدا کرکے جاتی ہے

برسوں سے میرے قلب میں ذاخر ہے آرزو

قسمت مزار سرور دیں کب دکھاتی ہے

خون گلو

دیا نہ شاہ کو پانی یونہی حلال کیا
نبیؐ کے لال کا امت نے یہ خیال کیا

صدا یہ آتی ہے زہراؑ کی دشت غربت میں
مرے غریب کو امت نے پائمال کیا

[illegible] تلاش میں شمع نبیؐ کی کیا جائے
بتا رہی ہے یہ آندھی کہ انتقال کیا

[illegible] کہتے تھے اصغر نہ پوچھو کیا گزری
تمہارے واسطے پہلے پہل سوال کیا

[illegible]موں میں گھوڑوں کے خوشبو بسی ہو پھولوں کی
نہ جانے کون سے دولہا کو پائمال کیا

نہ اس طرح سے تڑپ کر پکار دیے مولا
سکوت کہتا ہے اکبر نے انتقال کیا

یہ لاش اصغر زخمی پہ کہتی تھیں بانو
گلے کے خم نے مرے لال کو حلال کیا

لگا ہے زخم تو ہنستا ہے شاہ ناداں
گلے کے خون نے کرتے کو لال لال کیا

کلام کہتا ہے پہلے شاعرہ وہ زندہ ہیں
نظر یہ کہتی ہے ذاخر نے انتقال کیا

سایۂ رحمت

تا حشر اس ملال و الم کا نشان رہے — یارب نہ ذکر شاہ سے خالی جہان رہے

فرما رہے تھے شاہ کہ اللہ رے ضعف دل — تھے نیر قافلہ یہ پس کارواں رہے

ساری بہار صبح کو تھی فوج شاہ کی — ہنگام عصر رن میں بہتر کہاں رہے

بیٹے سے شاہ کہتے تھے اکبر رضا نہ لو — ہم ناتواں کے ساتھ کوئی [illegible]

کٹتی رہی شباب کی حالت زمین دشت — شیروں کے دم نکلنے کے باقی نشاں رہے

سینہ پہ اشتفار میں اکبر رکھے تھے ہاتھ — خواہش یہ تھی کہ زخم پدر سے نہاں رہے

سرور کے ذبح ہوتے ہی غربت میں لٹ گئیں — شہزادیوں کے رن میں نہ باقی مکاں رہے

اے شمر ضعف حضرت عابد پہ رحم کر — جو ناتواں ہو کیوں نہ پس کارواں رہے

اس طرح بی بیوں کے بندھی ریسمان ظلم — تا عمر بازوؤں میں وہ باقی نشاں رہے

سید انہیں زخم کھا کے نہ گاڑا کسی نے بھی — بے گور قتل ہو کے شہ دو جہاں رہے

یوں پانی مانگو فوج سے کہتے تھے شاہ دیں — اصغر دم سوال لبوں پہ زباں رہے

کوفہ کے آنے والوں سے صغرا کا تھا بیاں — گھر چھوڑ کے غریب [illegible] رہے

زینت یہ کہہ کے غش ہوئیں اکبر کی لاش پر — گودی میں جس نے [illegible]

اے شمر تین دن کی ہیں سوکھی ہوئی رگیں — خنجر گلے پہ شاہ کے کیونکر رواں رہے

ذاکر جلا سکا نہ ہمیں آفتاب حشر
محشر میں زیر سایۂ رحمت نہاں رہے

صدمۂ سناں

کنار نہر جو پیاسوں کا کارواں پہونچا
فرات روکنے کو لشکر گراں پہونچا!

کہا یہ شہ نے یہاں میں ہوں خلد میں ہیں پیر
کہاں یہ پیر رہا اور کہاں جواں پہونچا!

سپاہ میں نہ رکا حُر کسی کے روکے سے
بہشت لینے کو سرور سے میہماں پہونچا

[illegible] کی طرح خشک ہو رہا چمن جہاں
بہشت تک اثر موسم خزاں پہونچا

نہ جانے قتل ہوئے کس طرح شہید جفا
زمیں دشت سے خوں تا بہ آسماں پہونچا

کہا یہ شاہ نے کس کی تلاش ہے بانو
کنار قبر میں دنیا سے بے زباں پہونچا

خیام شاہ لعینوں نے اس طرح سے جلائے
زمیں سے آگ لگی چرخ تک دھواں پہونچا

شہید ہو گئے رہِ حق میں لی جناں سب نے
علی کے لال کا منزل پہ کارواں پہونچا

پتہ بھی دیتے تھے عباس کا علی اکبرؑ
لب فرات شہ دیں کا وہ نشاں پہونچا

کبھی گرا کبھی اٹھا کبھی سنبھل کے چلا
بڑی خرابیوں سے شام ناتواں پہونچا

[illegible] فرس سے نہ کیوں گریں اکبر
جگر پہ وقت وغا صدمۂ سناں پہونچا

[illegible] جواب سب نے دیے
وغا میں نالۂ سرور کہاں کہاں پہونچا

زمیں پہ [illegible] آ کر یہ کہہ کے گھوڑے سے
امام کو خبر مرگ نوجواں پہونچا

[illegible] بند [illegible] نے ہنس کے کھول دیے
اثر طپش کا جو ہنگام امتحاں پہونچا

جواب دیتا رہا ضعیف شام ہو کہ دمشق
مریض حالت تپ میں کہاں کہاں پہونچا

جواں نے رن میں جو دی جان تڑپ گئیں لیلیٰ!
اثر زمیں کے لرزنے کا لامکاں پہونچا

پڑا جو زخم تو اکبر کو ہچکیاں آئیں
یہاں تلک اثر جنبش سناں پہونچا

کبھی نجف تو کبھی ارض کربلا میں گیا
غبار تربت ذاخم کہاں کہاں پہونچا

انتظار

دل کو جفائے شمر لعیں ناگوار ہے
شہ ذبح ہو رہے ہیں بہن بیقرار ہے

مرنے پہ بھی رہا یہ شہیدوں میں اتحاد
مقتل میں اک جگہ پہ شہیدوں کا مزار ہے

ہیں نزد لاش شاہ شہ احمدؐ نہ فاطمہؑ
جو چاہے پائمال کرے اختیار ہے

جن تربتوں کو دشت میں مسکن نہیں ہے بھول
ان بیکسوں سے دور جہاں کی بہار ہے

کھایا ہے خون ناحق اصغر نے اتنا جوش
بیتاب رنج ماں کی طرح ذوالفقار ہے

زینب سے شاہ کہتے تھے ہٹ جاؤ بھیڑ ہے
ہو جائیں ذبح ہم تو تمہیں اختیار ہے

بولے نجد سے شاہ لگا لے گلے اسے
گودی سے ماں کی بچھڑا ہوا شیرخوار ہے

مرنے کے بعد دفن کی اک کو خبر نہیں
یہ کون سا غریب ہے جو بے دیار ہے

اے شمر کیا یہ بنت نبیؐ کا نہیں پسر
یہ کس کے حلق خشک پہ خنجر دم دار ہے

گھوڑے نہ اس خیال سے کرتے تھے پائمال
یہ بھی سوار خلق میں دلدل [illegible] سوار ہے

اصغر کا دفن دیکھ نہیں سکتی رنج کیا
منھ کو چھپائے شاہ اک [illegible]

قرب فرات بہر زیارت ادب سے جاؤ
قبضہ میں آپ کا شہ [illegible]

کیا جانے وقت جنگ پڑے کتنے تن پہ زخم
تیغوں سے جسم شہ کی قبا تار تار ہے

آئی ہے وقت نزع ندائے موت تھم کے آ
اکبر کو شاہ دیں کا ابھی انتظار ہے

گھوڑے سے ڈگمگا کے گرے پڑتے ہیں حسین
اتنا ضعیف وقت دغا جسم زار ہے

آتا ہے بہر ذبح تو رکھنا سنبھل کے پاؤں
ظالم کسی غریب کا سینہ فگار ہے

ذاکر کلام درد پہ ہم اور اختیار
جو کچھ ہے بس وہ رحمت پروردگار ہے

چہلم

شہ کا چہلم آیا ہے آنسو بہانے کے لیے
آؤ ذاکر کربلا میں خاک اڑانے کیلئے

قرب آئی صبح عاشورہ ہے جانے کے لیے
شہ نے باندھی ہے کمر لاشے اٹھانے کیلئے

شہ کی گودی میں ہے اصغر کو ہے مرنے کی تلاش
پہلے ہی سے ہنس رہی ہیں تیر کھانے کیلئے

شہ سکینہ سے یہ کہتے تھے نہیں ہم ہیں تو کیا
ماں کا زانو کم نہیں ہے نیند آنے کیلئے

شاہ ہنگام زندان اچھی طرح سے رو دیے
قبر اصغر مل گئی آنسو بہانے کے لیے

ماں نے اکبر سے کہا کیسا کیا تم نے سلوک
آئے بھی تو خون بھری صورت دکھانے کیلئے

جائیے عابد اے سلمانی رہ کوفہ کو کیا
آگے آگے ہے کوئی رستہ بتانے کیلئے

لو سکینہ قید میں روتی ہیں گھر کیواسطے
ہو تباہی جس طرح طائر آشیانے کیلئے

اے فلک کیا خوب قدر سبط احمد تو نے کی
فرق پاک شہ ہو حاکم کے خزانے کیلئے

ہو وہ [illegible] سر پیٹتے ہیں حرم
بھیجدے اک شمع ظالم قید خانے کیلئے

[illegible] لیتا ہے پوشاک حسین
بعد مردن ہے کفن واجب زمانے کیلئے

کیوں حسین ابن علی کی لاش رہتی دھوپ میں
ابر آ جاتا جو رن میں شامیانہ [illegible] کیلئے

یا حسین ابن علی جس خاک پر ہیں دفن آپ
سجدہ گاہ خلق ہے سارا [illegible] کیلئے

اب تو سرور بھی نہیں کب تک بیٹھیں بھوکے / بھیج دے اے شمر کچھ رانڈوں کے کھانے کیلئے

اپنے سینے سے چمٹاتے ہیں ٹھوڑی کاسے ہاتھ / باپ کو زخم جگر اکبر دکھانے کے لیے

لے چلا ہے ننگے سر دربار میں اے شمر اگر / کھولتا جا دست زینب منہ چھپانے کیلئے

مدح کا مداح کو سنتے ہیں ملتا ہے صلہ

ہم بھی ذاکر آئے قسمت آزمانے کیلئے

چہلم

چہلم جہاں میں آج امام زمن کا ہے / سامان دفن رنڈیں غریب الوطن کا ہے

زینب وطن کو جائینگی شہ دفن ہو چکے / ملنا یہ رنڈیں آخری بھائی بہن کا ہے

عباس و قاسم و علی اکبر ہیں رنڈیں چھوڑ / پامال ہر نہال علی کے چمن کا ہے

اصغر سے ماں یہ کہتی تھیں اسقدر کیا تھی پیاس / منہ اب تلک کھلا مرے غنچہ دہن کا ہے

قاسم سے ماں یہ کہتی تھیں تم کو خبر نہیں / لاشے پہ سر کھلا ہوا اب تک تو دلھن کا ہے

عباس کے لیسر نے کہا جا کے رو رہے ہم / لاشہ کہاں غلام شہ بے [illegible]

لاشے کے گرد بیٹھ رہے ہیں کھڑے ہوئے / ماتم حرم میں اکبر گل [illegible]

زینب کا بعد دفن شہ دیں یہ تھا بیاں / اب کون رنڈیا پوچھنے [illegible]

نوحے کا پیدا ہوا ہے شوق شاعر ہر اک کو

یہ فیض عام ذاکر شیریں سخن کا ہے

شہید جفا

کب شہ کو راستے میں خیال قضا نہ تھا
جنت کی راہ تھی سفر کربلا نہ تھا

اے شمر تو نے ذبح میں پھیری چھری کہاں
احمد کی بوسہ گاہ تھی شہ کا گلا نہ تھا

راتوں کو آئی قید میں کیونکر بہن کو نیند
لاشہ کسی غریب کا رن سے اٹھا نہ تھا

یوں چھپ کے رنج شاہ بہن سے ہوئے شہید
تھے جس جگہ حسینؑ وہاں سامنا نہ تھا

پھر کہہ سکے نہ شمر سے شہ سیلیوں کا درد
تکلیف زخم کی تھی وہی حوصلہ نہ تھا

قہر خدا میں فوج گھری تھی پس حسینؑ
وہ کالی آندھیاں تھیں کہ کچھ سوجھتا نہ تھا

کوندے رہا تھا اور بھی خوں وقت ذبح شاہ
جلتی ہوئی چھری کا جو شعلہ بجھا نہ تھا

شہ ذبح ہو گئے تو ہوئیں قید بیبیاں
جو رنج ساتھ لائی تھیں وہ قافلہ نہ تھا

ہوتی تھیں وقت عصر اسیروں پہ سختیاں
زندہ جو رنج کوئی شہید جفا نہ تھا

زنجیر تھی بجا رہا بیڑی تھی طوق تھا
بیمار کربلا کے لیے رنج کیا نہ تھا

ہوتے ہی ظہر ٹوٹ گئی شاہ کی کمر
ہنگام صبح بھائی سے بھائی جدا نہ تھا

دنیا میں کیوں آفتاب پہ آیا تھا کیوں گہن
پھر کیا تھا بعد شاہ جو قہر خدا نہ تھا

قوت خدا نے دی تھی جگر کو پسر کے ساتھ
کڑیل جوان کا شاہ سے لاشہ اٹھا نہ تھا

اس طرح قتل کر رہی تھی بیکسوں کو فوج
گویا سمجھ رہی تھی سروں پر خدا نہ تھا

چھوٹے کے ساتھ تیر سے زخمی ہوئے حسینؑ
ننھے گلے سے شہ کا جو بازو جدا نہ تھا

بچے سے دم کا توڑنا دیکھا کیے حسینؑ
ہنگام تھا یہ صبر کا وقت دعا نہ تھا

صحرا کی خاک رات کی اوس اور دن کی دھوپ — اک فاقہ کش غریب کی میت پہ کیا نہ تھا
اس وقت تک مزار میں دو چند تھی تیرگی
جب تک چراغ ماتم سرور جلا نہ تھا

ہدیہ آخر

ب پہ نے چاند کو زہراؑ کے رنج میں گھیرا ہے — چراغ بیچ میں ہے چار سو اندھیرا ہے
فلک سے کس لیے واپس ہو خون اصغر کا — کسی غریب کا ہدیہ کسی نے پھیرا ہے
سرہانے شاہ کے رونے کو آئیں گے احمدؐ — پسر چراغ جلا دے ابھی اندھیرا ہے
پڑے ہیں مصحف زہراؑ کے چار سو پارے — ہوا سنبھل کے چلے دشت میں اندھیرا ہے
پکاریں فاطمہ اے لال صبر کیونکر آئے — میں دیکھتی ہوں گلا زیر تیغ تیرا ہے
اٹھا کے ہاتھ یہ اصغر کو کہہ رہی تھی حسینؑ — کرو تم ہدیۂ آخر یہ رن میں میرا ہے
جوان بیٹے کا اب دم نکلتا ہے شاید — کہ رن میں شاہ سے صابر نے منھ کو پھیرا ہے
پڑا ہوا ہے یوں ہی جسم رضیائے حسینؑ — اندھیری رات میں اک نور کا سویرا ہے
کہا بہن نے وطن سے ہوں دور کس کو بلاؤں — غریب بھائی کو دھوکے سے سب نے گھیرا ہے
کہا یہ ماں نے چلے آؤ اے علی اصغرؑ — میں صدقہ جاؤں یہ جنگل بڑا اندھیرا ہے
دعار نور لکھی ماں نے بیٹے سے کہہ کر — لحد میں اے علی اصغر بڑا اندھیرا ہے
یہ کہہ کے طالب انعام قتل شہ ہے لعیں — نبی کی گود میں خنجر گلے پہ پھیرا ہے
چراغ داغ غم شاہ لے چلو شاعر — سنا ہے قبر کے نیچے بڑا اندھیرا ہے

غریب الغربا

بغداد میں ہی شور کہ کاظم نے قضا کی　　یہ سنا تو اں مظلوم ہی فریاد خدا کی
اک میلی سی چادر ہی جو ہی رنگ میں دھانی　　تصویر یہ ہی میت حسن سبز قبا کی
مرنے پہ بھی پائی نہیں مولا نے رہائی　　زنجیریں ہیں پہنے ہوئے فریاد خدا کی
شیعوں کو صدا دیتا ہی سلطان کا منادی　　لے جاؤ یہ میت ہی غریب الغربا کی
دشمن کو نہیں فکر صراط و غم دوزخ　　میت پل بغداد پہ ہی راہنما کی
آیا نہ کفن دینے کو گھر سے کوئی باہر　　یہ قدر زمانہ میں ہوئی آل عبا کی
شیعوں کا یہ ہی حال کہ لب کھل نہیں سکتے　　روکے ہوئے آہیں ہیں کہ بندش ہی ہوا کی
سب خال و خط و ابرو رخسار ہیں نیلے　　چہرہ پہ علامت ہی عیاں زہر دغا کی
کوئی نہیں رونے کو مگر شور ہی پھر بھی　　یثرب سے چلی آتی ہی فریاد رضا کی
کہتا ہی نبی زادے گئے ہونٹوں کا تبسم　　مرتے ہوئے امت کے لیے کوئی دعا کی

شاعر تھے دم دفن عدو راہ کو روکے
اعجاز سے بیٹے نے نماز آکے ادا کی

نقش قدم

وفات سرور عالی وقار ہو جائے — خزاں مدینۂ دنیا کی بہار ہو جائے

گنہگاروں کا جو سر سے اٹھا اٹھ جائے — چراغ رحمت پروردگار ہو جائے

ٹھہر ٹھہر کے سواری بڑھاؤ احمدؐ کی — نبیؐ کی لاش پہ امت نثار ہو جائے

نبی سے پوچھ لو اس وقت کیا کرے امت — کوئی تو ہے اگر بے قرار ہو جائے

جہاں سے اٹھ گیا جو بہر کا دکھنے والا — تو ہر نیام نہاں ذوالفقار ہو جائے

صدا تھی فاطمہ زہراؑ کی دیکھ لوں صورت — کہو کہ بند نہ باب مزار ہو جائے

ہیں فاطمہ کے قریں یہ صدا تھی فضہؑ کی — کنیز نقش قدم پہ نثار ہو جائے

بتول پہ بیٹی کا دم ہی ذرا تسلی دو — ابھی سے گل نہ چراغ مزار ہو جائے

اٹھا کے خاک یہ تربت سے کہتی تھی بیٹی — شمیم جسم سے زہرا نثار ہو جائے

تمہارے بعد اٹھائے ہیں میں نے غم اتنے — پڑیں جو دن پہ نہ غم شام تار ہو جائے

مری لحد جو اندھیرے میں دیکھ لے شاعر
چراغ رحمت پروردگار ہو جائے

فراق نبیؐ

پنہاں نظر سے خلق کی شمس الضحیٰ ہوئے — دن چھپ گیا جو دفن رسول خدا ہوئے

آخر میں نکلے قبر سے مل کر قدم سے لب — رخصت ہر اک کے بعد شہ لافتا ہوئے

کہتی تھیں دیکھ دیکھ کے بیٹوں کو فاطمہ
کاندھے پہ جو بٹھاتے تھے نانا وہ کیا ہوئے

اس دن سے ابتدا ہوئی عترت پہ ظلم کی
گویا کہ آج قتل شہ کربلا ہوئے

یعنی ہوا نزول کتاب و ملک تمام
یثرب کے رشتے عرش سے جو تھے جدا ہوئے

قرآں نے جس کو باپ کہا تھا وہ مر گئے
ہے ہے یتیم فاطمہ کے دلربا ہوئے

زہرا یہ کہہ رہی تھیں کہ کب تک جیوں گی میں
بابا بتاؤ کتنے دنوں کو جدا ہوئے

بابا علیؑ کے منہ کو تو دیکھو عیاں ہے ضعف
کل تک تھی آس آج سے بے آسرا ہوئے

سبطین کہتے تھے ہمیں نیند آئے کس طرح
سینے پہ جو سلاتے تھے نانا وہ کیا ہوئے

سر کو ٹپک کے روئے نہ کیوں مثل ذوالجناح
ناقہ بھی جانتا ہے پیمبر جدا ہوئے

شاعر خدا بچائے عجب شے ہے بے زری
جو آشنا قدیم سے تھے نا آشنا ہوئے

حدیث نبیؐ

زہراؑ کا گھر جلاتے ہیں خالق کا ڈر نہیں
کون ہے کہ فاطمہؑ کو بچائے پدر نہیں

بے حس اہل شہر نہیں جل رہا ہے گھر
جیسے سوا دھوئیں کے کسی کو خبر نہیں

جب خانۂ علی کی طرف بڑھتے ہیں لعیں
شعلے پکارتے ہیں کہ رستہ ادھر نہیں

فضہ پکارتی ہیں یہ ہے خانۂ نبیؐ
دنیا کی شرم ہے کرو حق کا جو ڈر نہیں

بھولو نہ اتنی جلد پیمبر کی شفقتیں
کیا فاطمہ رسول کی لخت جگر نہیں

ایذا رسول حق کی ہے ایذائے فاطمہ
اصحاب ہو حدیث نبیؐ کی خبر نہیں

دیکھو تو کس گلے میں رسن باندھتی ہو تم
گردن علی کی گردن احمد مگر نہیں!

پہلوئے فاطمہ پہ کہیں گر پڑے نہ در
محسن ہیں ماں کے پیٹ میں تم کو خبر نہیں

زہرا پکارتی تھیں علی قید ہو گئے!
سینہ سپر ہو کون کہ میرے پدر نہیں

بابا خبر نواسوں کی لیجئے گا میرے بعد
بچے نہ ہوں تباہ مجھے اپنا ڈر نہیں

شاعر تمہاری آل ہے اے بنت مصطفیٰ
کس کس نے لوٹا اس کی تمہیں کیا خبر نہیں

معراج کی کہانی

بعد نبی وہ گھر میں زہرا کی خوں فشانی
جھڑیاں تھیں آنسوؤں کی جس طرح برسے پانی

روتی تھی جب یہ بیٹی وہ مرثیے نہ پوچھو
خلق نبیؐ کی باتیں، معراج کی کہانی

کمسن نواسے چھوڑے بابا گئے لحد میں
دیکھے گا کون یارب ان بچوں کی جوانی

دنیا نے ہم کو چھوڑا امت کی آنکھ پلٹی
اتنا نہیں ہے کوئی دے پیاس میں جو پانی

نالے تھے ہائے بابا۔ بابا ہمارے بابا
کس دن گھٹے گا آخر یہ طول زندگانی

عمامہ جو نبی کا تھیں جامے کو چومتی تھیں
کہتی تھیں بس یہی ہے بابا کی کل نشانی

اہل محلہ آکر کہتے تھے یہ علیؑ سے
کیا جانے فاطمہ نے کیا اپنے دل میں ٹھانی

یا دن کو رو ئیں کہہ دو یا شب کو روئیں کہہ دو
کب تک سنیں ہم آخر دن رات نوحہ خوانی

ہو صبر ہم سے کب تک ہے بند کاروبار
ہے قہر ہم کو کھانا ہے زہر ہم کو پانی

فرمایا یہ علی سے زہرا نے جاکے کہہ دو
ہے ختم شمع گریاں آخر ہے زندگانی

ہمسائگی کا صدقہ اسلام کا تصدق — دو چار روز ہم پہ فرمائیں مہربانی
بچوں کو ساتھ لے کر بیت الحزن میں آ کر — پیری پہ باپ کی پھر رونے لگی جوانی
نالے تھے ہائے بابا کس سے سنے یہ بیٹی — قرآں کی تلاوت خالق کی ترجمانی
شمس الضحیٰ کہاں ہیں بدر الدجیٰ کہاں ہیں — معراج جانے والے کیا تو نے دل میں ٹھانی
آئیں بلائیں لاکھوں جھیلیں بلائیں لاکھوں — باقی رہی ہے بابا بس مرگ ناگہانی

شاعر وہ فاطمہ کی یہ درد و غم نہیں آہیں
پتھر تھا قلب دشمن ہوتا تھا سن کے پانی

سواری

سبطین کے کاندھوں پہ ہے مادر کی سواری — پچھلے کو چلی بنت پیمبر کی سواری
سر پیٹ کے حیدر سے یہی کہتی تھیں زینب — کب پلٹے گی بابا مری مادر کی سواری
فضہ نے کہا درد تھا پہلو میں زیادہ — آہستہ بڑھے بنت پیمبر کی سواری
وہ دیکھیں اندھیرے میں گزرتے ہوئے میت — ہے یاد جنھیں عرصۂ محشر کی سواری
کیوں جائے "بقیع" آتی تھی آواز نبی کی — کیوں اتری نہ در پہ مری دختر کی سواری
ہمراہ نہ مجمع ہے نہ مشعل نہ اگر سوز — ظاہر ہے کہ ہے بیکس و یاور کی سواری
کلثوم یہ کہتی تھیں بابا میں تو میں لے لوں — ٹھہرائیے بابا مری مادر کی سواری

شاعر ہو اگر شیعہ خواتین کا مجمع
آنکھوں پہ اٹھے زوجۂ حیدر کی سواری

اعجاز شہادت

مسلم کو ملا تاج سرافراز شہادت
شبیر ہیں انجام یہ آغاز شہادت

پانی نہ ملا کوفہ میں مارے گئے پیاسے
مسلم نے مقرر کیا انداز شہادت

ہنس دیتے تھے کوٹھوں سے برستے تھے جو پتھر
سن آئے تھے شبیر سے سب راز شہادت

کھاتا تھا شکست آتا تھا منھ پر جو رسالہ
فوجوں سے کہیں رکتے ہیں جانباز شہادت

ٹیکے ہوئے گھٹنوں کو دعا کرنے میں مسلم
اس طرح اٹھاتا ہے کوئی ناز شہادت

احمد کا گلا رکھا تھا مسلم کے گلے پر
قاتل کو نظر آگیا اعجاز شہادت

جو گھر سے نہ نکلے تھے وہ ساتھ آگئے بچے
یوں ہوتا ہے سامان خداساز شہادت

یہ ظلم چھپائے سے نہ دنیا کے چھپے گا
محفوظ فضاؤں میں ہے آواز شہادت

مسلم کی خبر راہ میں شبیر نے پائی
اللہ رے زیر پردہ راز شہادت

لٹکائی گئی لاش در کوفہ کے اوپر
اونچی رہی دنیا میں سرافراز شہادت

نظمی ہے وہی گرمیٔ ہنگامۂ ماتم
اب تک نہ بجھا شعلۂ آواز شہادت

پھول سا کمھلا کے چہرا رہ گیا

پرچم سرور کا جلوا رہ گیا
چاند تو ڈوبا اجالا رہ گیا

بعد اکبر کہتا ہے صبر حسینؑ
اب فقط اصغر کا مرنا رہ گیا

تشنگی اصغر کی اور حکم امام
کر ڈبیں لے کے دریا رہ گیا

سر اسیروں کے ہیں آیات حجاب
ان کھلے بالوں سے پردا رہ گیا

ڈھونڈھتی ہے قوت صبر حسینؑ
ظلم کی دنیا میں کیا کیا رہ گیا

مچھلیاں مضطر ہیں پیاسوں کیلئے
سینۂ دریا میں کانٹا رہ گیا

مٹ گیا سب ساز و سامان یزید
بے سرو ساماں کا چرچا رہ گیا

جرأت قاتل پہ اصغر ہنس دیئے
حرملا سمجھا نشانا رہ گیا

ماں کے دل کی آرزو سرور کا چین
سینۂ اکبر میں کیا کیا رہ گیا

بعد اصغر تھم چلا تھا ماں کا دل
خیریت گزری کہ جھولا رہ گیا

دیکھ کر اصغر کو یہ کہتی ہے ماں
پھول سا کمھلا کے چہرا رہ گیا

ہاشمی دنیا میں تنظیمی آج تک
حضرت ذاکر کا چرچا رہ گیا

ننھے مجاہد کا ماں سے خطاب

(۳)

بولے اصغر پکار دو اماں — شاہ پر مجھ کو وار دو اماں
رن میں تربت بھی اک بنانا ہے — باپ کو ذوالفقار دو اماں
مجھ کو کھانا ہے تیر گردن پر — ہنسلیاں تو اُتار دو اماں
دادی دیکھیں گی آج پہلے پہل — میرے گیسو سنوار دو اماں
دم کرو دادی کی دعائے نور — شمع بہر مزار دو اماں
استغاثوں پہ روتا ہے سب گھر — باپ کو تم پکار دو اماں
ہیں بلاؤں میں مبتلا شبیرؑ — مجھ کو صدقے اُتار دو اماں
صبر میں ہاجرہ سے بڑھ جاؤ — نذر پروردگار دو اماں
رنگ خون گلو کھلے تو ذرا — میلے کپڑے اُتار دو اماں
حال سب فاطمہؑ کو لکھ بھیجو — نہ غم انتظار دو اماں

چشم اصغر یہ کہتی تھی نظمی
صبر سے دن گذار دو اماں

نوحہ

شاد ہیں جامۂ شہ ظلم کے بانی لے کر
ظلم تازہ کیا پوشاک پرانی لے کر

قبضۂ نہر و دنیا دونوں تھے عباسؑ کے فرض
ہاتھ کٹوا دیئے خود ہاتھ میں پانی لے کر

اس لیے بچ گئی شمشیر سے اکبرؑ کی سپہ
آئے تھے خلق پیمبرؐ کی جوانی لے کر

جیسے سیرابی عالم ہی خطا بعد حسینؑ
ابر رو دیتے ہیں دریاؤں سے پانی لے کر

واہ اے اختر اقبال شہادت شبیرؑ
سرخرو تم رہے پوشاک شہانی لے کر

طلب آب کو ٹھکرا گئے یوں ناصر شاہ
سقے اب ڈھونڈھتے ہیں پیاسوں کو پانی لیکر

قید عابدؑ سے سبب سلطنت شام ہوئی
یوں چلے پاؤں میں لوہے کی گرانی لے کر

لعل زہراؑ جو ہوا قتل سفر میں پیاسا
اپنی منزل سے گھر چلتے ہیں پانی لے کر

کم نہ اکبرؑ سے تھا اصغرؑ کا بہادر بچپن
مفت احسان تھا کیا کرتے جوانی لے کر

لذت تشنہ دہانی کو علمدار سے پوچھ
سوکھے ہونٹوں پہ تصدق کیا پانی لے کر

موت شرمندہ تھی شبیرؑ سے رکتی آئی
جب بہتر گئے پیغام زبانی لے کر

ذرۂ عشق علی عالم زر ہے نظمی
کیمیا گر نے بھی خاک نہ چھانی لے کر

نمازی کا ماتم

فلک پہ نجم سحر عیاں ہے ملک کی یا چشم خوں فشاں ہے
خمیدہ مسجد پہ آسماں ہے علیؑ کی یہ آخری اذاں ہے
ہیں خواب میں مست اہل غفلت جگا رہے ہیں پئے عبادت
بتا رہے ہیں انھیں امامت لباس قاتل میں جو نہاں ہے
بڑھی ہے چہرے کی جگمگاہٹ لبوں پہ ظاہر ہے مسکراہٹ
بتا رہی ہے اجل کی آہٹ کہ آخری آج امتحاں ہے
ادا جگانے کی ہائے ہائے غرض یہ تھی وقت وصل آئے
لقائے حق کا پیام لائے اجل کہاں ہے، اجل کہاں ہے
لب علیؑ میں ہے شان عیسیٰ نماز میں زندگی ہے پیدا
ہے گرچہ روزے پہ روز روزہ ابھی سے سوکھی ہوئی زباں ہے
نماز اور روزہ دار عابد، اٹھا ہے تلوار لے کے جاحد
پکارتی ہے زمیں مسجد، خدا علیؑ کا نگاہباں ہے
ہے محو سجدہ خدا کا عاشق، ہے تیغ تھامے جفا کا شائق
ادھر مجاہد، ادھر منافق نماز دونوں کے درمیاں ہے
ہوا اجل کی چلی ہے سن سن ہلا ہے شمشیر کیں کا دامن
چراغ مسجد جہاں سے تھے روشن وہیں یہ پھیلا ہوا دھواں ہے

حسام جلاد نے لگائی، ملک یہ دینے لگا دہائی!
نبی کے بھائی نے تیغ کھائی زمین مسجد کی خونچکاں ہے

سنو سنانی یہ شیعوں ہم سے ستون حق گر چکے ہیں غم سے
حیات زینب تھی جس کے دم سے خبر لو وہ آپ نیم جاں ہے

حسنؑ کو اب تک نہ کیوں پکارا، خبر دو شبیرؑ کو خدارا
پدر کو عباسؑ کے ہے مارا علیؑ کا شیر ژیاں کہاں ہے

رہا نہ عترت کا اب سہارا ستون حق ظالموں نے ڈھایا
نبی کے ہمراہ روح زہراؑ زمین کوفہ پہ نوحہ خواں ہے

وہ ہے شنیدہ یہ دیکھی بھالی غرض کہ ہے روح جستجو کی
نجف تو یہ سامنے ہے نظمی پتہ جناں کا نہیں کہاں ہے

التجا

رو کے کہتی تھیں یہ زینب کہ بلالے بابا — پالنے والے مرے چاہنے والے بابا
روزوں پہ روزے ہیں اور تیسرا دن روزے کا — حلق میں اب تو پھنسے جاتے ہیں نالے بابا
اپنے ہاتھوں سے کھلاتے تھے جنہیں بیٹھ کے تم — کون ان بچے یتیموں کو سنبھالے بابا
دور ہے قبر نبی دیس ہے غداروں کا — ہم غریبوں کو کیا کس کے حوالے بابا
تیسرا سال ہے بیٹھے [illegible] کے قبر — کون اب سید سجاد کو پالے بابا
چادریں چھین نہ لیں اہل دغا لوٹ نہ لیں — مجھ کو عباس کے کر دیجئے حوالے بابا

دھو دوں بہتے ہوئے اشکو نسی ٹپکتے ہوں اگر
زخم میں زہر کے ڈالے ہوئے چھالے بابا

نگراں دیدۂ حسرت سی ہیں لاشئے کیبقر
پی کے قاتل نے جو رکھے ہیں پیالے بابا

پھر وہ منہ نکلا کریں چاند امامت کا نہیں
ہم کو تاریک ہیں دنیا کے اجالے بابا

ہم کو امت سے ٹھکانا کوئی امید نہیں
خانداں بھر کو تہہ قبر چھپالے بابا

بین زینب کے تھے نظمی کہ جہاں آئے ہو تو
تو جہاں خود ہی وہیں ہم کو بلالے بابا

سواری

زینب نے کہا لائیے بابا کی سواری
بھیا مجھے دکھلائیے بابا کی سواری

تھی ٹیس بڑی زخم سر شاہ میں شب کو
آہستہ سے لے جائیے بابا کی سواری

کمسن مرا عباس ہے پھر دیکھ لے جی بھر
دروازے پہ رکھوائیے بابا کی سواری

نو دن ہیں بس اب عید کے اور ختم ہیں لڈو
کب پلٹے گی بتلائیے بابا کی سواری

ہیں ماں کی جگہ فضہ نکل آئیں نہ گھر سے
ٹھہرائیے ٹھہرائیے بابا کی سواری

پہچانتی ہوں نالۂ زہرا کو میں بھیا
ماں آ گئیں رکوائیے بابا کی سواری

دن چڑھتا ہے دھوپ آتی ہے اللہ کو سونپا
لے جائیے لے جائیے بابا کی سواری

تابوت نہ داماد نبی کا چھوئیں دشمن
بس شیعوں سے اٹھوائیے بابا کی سواری

ہو چادر زہرا پہ پیمبر کا عمامہ
اس شان سے لے جائیے بابا کی سواری

زینب کا حسن سے یہی اصرار تھا نظمی
کیا شان ہے دکھلائیے بابا کی سواری

ہلال محرم سے خطاب

ہلال ماہ محرم نہ دل دکھاتا جا — جو آئینے میں نزے شکل ہو دکھاتا جا
فسانۂ سفر بیکساں سناتا جا — نشان نعل فرس چرخ پر بناتا جا
کہاں یہ چھوڑا تھا شبیرؑ کو بتاتا جا

نکل کے چرخ پہ، کیا اے ہلال دیکھا تھا — وہ کاروان شہ خوشخصال دیکھا تھا
مصائب شب اول کا حال دیکھا تھا — بحال پایا کہ تونے نڈھال دیکھا تھا
ثبات نفس شہیداں ہمیں سکھاتا جا

مصاحب شہ عالی خصال دیکھے تھے — نماز شام کی صف میں کمال دیکھے تھے
جھکے جلال خمیدہ جمال دیکھے تھے — دم رکوع بہتر ہلال دیکھے تھے
دعائے رویت ماہ عزا پڑھاتا جا

تجھے حسینؑ نے بااعتبار سا سمجھا — ہلال سمجھا۔ کہ خنجر کی دھار سا سمجھا
تجھے مہینہ کا آغاز کار سا سمجھا — کہ مرنے والے نے ٹوٹا مزار سا سمجھا
گلے ہمارے ہیں حاضر چھری پھراتا جا

خود شفقہ کشور کشا کو دیکھا تھا — شہود عشق و جنود خدا کو دیکھا تھا
بقیۂ صف آل عبا کو دیکھا تھا — حسینؑ بادشہ کربلا کو دیکھا تھا
ہم اب کہاں انھیں ڈھونڈھیں پتہ بتاتا جا

حرم تھے ہودج و محمل میں یا خیام میں تھے — وہ خوش خرام محمدؐ کس انتظام میں تھے

کہاں یہ اکبر مہرو سواد شام میں تھے — ستارے چھٹکے تھے یا گیسوؤں کے دام میں تھے

غلاف آئینہ پیکر سے ہٹاتا جا

پکارا باغ پیمبرؐ نے کیا مہک کے تجھے — کلس نے خیمے کے ڈھونڈھا دمک دمک کے تجھے

علم کے پنجے نے دیکھا جھک جھک کے تجھے — بلایا ہاتھ سے اصغر نے کیا ہمک کے تجھے

تو اپنی گود میں بے شیر کو دکھاتا جا

تھا انتظام سر راہ کتنا پردے کا — ہٹے تھے لوگ کہ سرکا تھا پردہ خیمہ کا

اثر تھا کیا دل زینبؑ پہ تیرے جلوے کا — بہن نے بھائی کا منھ دیکھا یا بھتیجے کا

نگاہ یاس کا رخ تھا کدھر بتاتا جا

بتا سواری سلطان کربلا دیکھی — محل سرائے علی شاہ لافتیٰ دیکھی

حرم نے دیکھا مہ نو مگر ادا دیکھی — خمیدہ فرق رہیں بی بیاں حیا دیکھی

نبیؐ کی آل سے اے چاند منھ چھپاتا جا

خوشی سے دیکھا تھا بچوں نے کیا حرم میں تجھے — کیا سکینہ نے شاید شریک غم میں تجھے

دعا کسی نے تو دی ہی غم و الم میں تجھے — جگہ ملی ہی مسلمانوں کے علم میں تجھے

میں راز کھولتا جاؤں گا تو چھپاتا جا

جو نوجوان تھے آنکھیں لڑا کے دیکھتے تھے — رفیق روتے تھے یا مسکرا کے دیکھتے تھے

صحیفے پہلوئے سرور میں لا کے دیکھتے تھے — کتاب و [illegible] ملا کے دیکھتے تھے

طریق کار محبت ہمیں بتاتا جا

علم لیے ہوئے اک شیر نر کو دیکھا تھا — ہلال تو نے ہمارے قمر کو دیکھا تھا

بہ پاس شہ نے پسر کے جگر کو دیکھا تھا بہ شکلِ زخم تجھے جب اِدھر کو دیکھا تھا
ہمارے سینوں پہ برچھی نہ یوں چلاتا جا

جنود حرؑ نے جہاں قافلے کو گھیرا تھا وہاں بھی کیا اسی تاریخ تیرا پھیرا تھا
خیام شاہ میں شمعیں تھیں یا اندھیرا تھا حرم کہاں پہ تھے حرؑ کا کہاں پہ ڈیرا تھا
چراغ داغ جگر گل نہ ہوں جلاتا جا

بغیر آب سفینہ تھا جس کا طوفانی وہ فوج دیکھی تھی تو نے بہ چشم حیرانی
لہو سے مہنگا تھا جس ریگ زار میں پانی وہاں ادا کیا سرور نے فرض مہمانی
ہو تیرے جام میں وہ آب تو پلاتا جا

جو پایا پھول تو خوئے ہزار دی دل میں خیات تازہ بہ شانِ بہار دی دل میں
بنام جام محبت اُتار دی دل میں کہاں کا آب۔ رگ آبشار دی دل میں
ہلال حرؑ سے جو پانی بچے لٹاتا جا

محرم آیا بن فاتح حنین آئے ہلال کیوں دل نظمی کو اب چین آئے
ہمارے خانۂ تاریک میں حسینؑ آئے وطن چمن ہی شہنشاہ مشرقین آئے
چراغ شام عزاخانوں میں جلاتا جا

جوان بیٹے کا باپ سے خطاب

۲

دل اکبر سنبھال دو بابا — بیٹھی برچھی نکال دو بابا
رنگ ظلم جہاں فلک دیکھے — خون میرا اُچھال دو بابا
ماں جدھر ہو اُدھر پھرا دو مجھے — دل کی حسرت نکال دو بابا
ماں سے بہنوں سے ہو تو لوں رخصت — موت دم بھر کو ٹال دو بابا
یوں ہی شاید ہو درد زخم کا کم — خوں دبا کر نکال دو بابا
سُنتا ہوں دم نکلنا مشکل ہے — باہیں گردن میں ڈال دو بابا
میرے لاشے پہ آنہ جائیں پھوپھی — کسی صورت سے ٹال دو بابا
دیکھ لیں وہ نہ زخم دل میرا — مٹی سینے پہ ڈال دو بابا
ایک خط لکھ کے میری صغرا کو — خبر انتقال دو بابا
وقت اب اور ہے خدا حافظ — چادرا منھ پہ ڈال دو بابا

یہی اکبر کی تھی صدا ارضی
تم نہ رو کر ملال دو بابا

سفرِ حسینی

کہا سرورؐ نے یثرب میں بصد غم اے وطن والو
رہو آباد تم گھر سے چلے ہم اے وطن والو
سحر کو بھول لانا شمع روشن شب کو کر دینا
نہ رونق روضۂ احمدؐ کی ہو کم اے وطن والو
مری غربت کو میری بیکسی کو یاد کر لینا
کہیں گر بیٹھنا یثرب میں باہم اے وطن والو
مرے انجام کی شاید خبر ہے ارض یثرب کو
ہے گوشہ گوشہ میں آواز ماتم اے وطن والو
نہیں میرا ٹھکانا اس زمیں کی اتنی وسعت پر
مزاج عالم خاکی ہے برہم اے وطن والو
بہت آرام سے رکھا نبیؐ کے بعد تم سب نے
بھلاؤ تم۔ نہ بھولیں گے تمھیں ہم اے وطن والو
مرے بچوں سے کھیلا کرتے تھے بھائی سمجھتے تھے
تمھاری بھولی باتیں یاد آئیں گے ہر دم اے وطن والو
بحل کر دینا گر شبیرؑ سے کچھ رنج پہونچا ہو
خدا حافظ نہ اب شاید ملیں ہم اے وطن والو

بدلنے والے ہیں قسمت کے تارے میری رخصت سے
ابھی سے شہر کی ہے دھوپ مدھم اے وطن والو
مجھے روتی رہیں گی حشر تک احباب کی نسلیں
ابھی کیوں جیتے جی کرتے ہو ماتم اے وطن والو
در و دیوار ہیں اور فاطمہؑ - اصغرؑ بھی جاتے ہیں
بتاؤں کیا اس اجڑے گھر کا عالم اے وطن والو
سنانی بھی کوئی سننا تو صغرا سے نہ کہہ دینا
مری بیمار بیٹی کو نہ ہو غم اے وطن والو
کہا شہ نے یہ نظمی جان اپنا سر مرا کاٹا
لرزتا دیکھنا جب نظم عالم اے وطن والو

نگہبان حرم

کھڑی در پر لرز کر کہتی تھی صغرا خدا حافظ
مری بھیا خدا حافظ ، مرے بابا خدا حافظ
رچے شادی تو مجھ فرقت زدہ کو یاد کر لینا
سدھارو ساتھ بابا کے بہن کبرا خدا حافظ
چچا کے لخت دل زینبؑ پھوپھی کے آنکھ کے تارے
وفادار خاندان عون و محمدؑ کا خدا حافظ

علیؑ کے شیر کو ہمراہی زینب سے کیا روکوں
نگہبان حرم کے دم سے ہے پردا خدا حافظ

مرے مرنے کے دن ہیں اور سکینہ تم کو پیاری ہیں
چچا عباسؑ سنتے جاؤ یہ شکوا خدا حافظ

علی اکبرؑ ملیں ہم زندگی میں یہ مشکل ہے
ضرور آنا ہماری قبر پہ بھیا خدا حافظ

بندھے گا سر پہ سہرا اور دلہن کو میں اتاروں گی
تمنائیں مرے سینے میں تھیں کیا کیا خدا حافظ

وہ ہے یہ یاد جب سہرا بڑھایا جائے ماتھے سے
ہو تنہا اور بے گل، تربت صغرا خدا حافظ

کہا صغرا نے ماں کی گود میں اصغر کو جب دیکھا
ہمک کر دیکھ لو اک بار پھر بھیا خدا حافظ

سفر میں دیر ہو گی گر کسی دن نیند آنے میں
تمھیں بھی یاد آئے گی بہن دکھیا خدا حافظ

نغمہ صابر بھی اور نے تھے صدا آتی تھی جب نظمی
مرے بابا خدا حافظ، مرے بابا خدا حافظ

نشانِ سجدہ

قدموں میں سرِ ایمانی، اور تاجِ وفا پیشانی پر
انصارِ حسینی کیا کہنا، نازاں ہے جہاں قربانی پر
کب فوج مقابل ٹھہرے گی ہے بحرِ وغا طغیانی پر
سیلاب کی صورت بڑھتے ہوئے عباس چلے ہیں پانی پر

عباس گھرے ہیں فوجوں میں، شبیر سے قسمت کہتی ہے
وہ تیر پڑا مشکیزے پر، وہ گرز لگا پیشانی پر
وہ ٹوٹی کمر وہ لاشِ جواں وہ گرم ہوا وہ دور کی راہ
حیراں ہے صبر ایوبی، شبیر تری قربانی پر

ان پیاسے مرنے والوں کے، تھے کیسے کلیجے کیا کہیئے
دم آیا لبوں پر سینے سے، آئی نہ شکن پیشانی پر
عباس ہیں غم ہے، غصہ ہے، تلوار لپکتا شعلہ ہے
یہ آگ لگی ہے دریا میں یا خون بہا ہے پانی پر

تسلیم و رضا ایثار و وفا، اقلیم عبادت پر قبضہ
خود کعبہ بوسے دیتا ہے، شبیر تری پیشانی پر
بچوں کی فغاں، خیموں کا دھواں، جنگل کی ہوا اور خون کی بو
زینب کی اداسی کیا کہیئے، ویرانی ہے ویرانی پر

شبیرؑ سرہانے آپہونچے، اکبرؑ کی شجاعت کہتی ہے
اب درد نہ اُٹھے سینے میں، اب بل نہ پڑے پیشانی پر
عباسؑ سے ہے بنیادِ وفا، منھ پھیرے رہی مشکیزہ بھرا
کیا ذکر ہے پانی پینے کا ڈالی نہ نظر تک پانی پر
اے فخرِ خلیلی کیا کہنا، یہ شان ہے شانِ قربانی
اکبرؑ کی جوانی دم توڑے، اور بل نہ پڑے پیشانی پر
ساحل کا تحفظ پیاسوں سے، یہ بات نہ سمجھے اہلِ ستم
جو خون کا دریا جھیل سبنے، کب جھگڑا کرتے پانی پر
اصغرؑ کی شہادت پر نظمی عالم کے کلیجے ہلتے ہیں!
ہے ناوک قاتل کا اب تک وہ زخم دلِ انسانی پر

لہو کی بوند

شبیرؑ ہیں تیغ و شہ رگ ہے، اسلام بڑھایا جاتا ہے
اللہ کا زخمی ہونٹوں سے، پیغام سنایا جاتا ہے
اشکوں سے بھگوتے ہیں تربت، اللہ رے سرورؑ کی الفت
گویا کہ لحد میں اصغرؑ کا، آرام بڑھایا جاتا ہے
عباسؑ خیالِ سرور میں، کوثر کے کنارے بیٹھے ہیں
شبیرؑ کی یاد آجاتی ہے جب جام اُٹھایا جاتا ہے

جب تیر گلے میں چبھتا ہے، ہونٹوں پہ تبسم آتا ہے
کیا درد کی لہروں میں اصغر آرام سمایا جاتا ہے

شبیر یہ لاشِ دلبر ہے، اُٹھے نہ اُٹھے بس رہنے دو
جب کام تمام اکبر کا ہوا کیوں کام بڑھایا جاتا ہے

شبیر ہیں ورثہ دارِ علی، شبیر قرآن ناطق ہیں
اے فوج یزیدی ضد کے لیے اسلام مٹایا جاتا ہے

ہاں دیدہ دری حُر کی قسم، شبیر کی فتح کامل ہے
آغاز کے دُھندلے پردوں میں انجام دکھایا جاتا ہے

اب درد نہیں ہے سینے میں اب فکر نہیں ہے پانی کی
اکبر کے لبوں تک کوثر کا وہ جام بڑھایا جاتا ہے

عاشور کو جلتی ریتی پر تلوار کے خونی سایہ میں
سرور کے لہو کی بوندوں میں اسلام نہایا جاتا ہے

اللہ شقاوت فوجوں کی بے محمل و ناقہ زینب کو
تا کوفہ کھینچا جاتا ہے، تا شام بڑھایا جاتا ہے

شبیر گلا کٹواتے ہیں، دربار میں زینب جاتی ہیں
اسلام کی بگڑی قسمت کا ہر کام بنایا جاتا ہے

زنجیر کے کھنچنے سے نظمی سجاد کو چلنا پڑتا ہے
دل درد سے بیٹھا جاتا ہے کب گام اٹھایا جاتا ہے

شوقِ قربانی

ایمان کی راہیں بتلا کر شبیرؑ نے عالم چھوڑ دیا
غربت میں اجل کی جلدی نے زینبؑ کا سہارا توڑ دیا

یوں ذبح میں سر نے شہ رگ کا رخ سوئے تقرب موڑ دیا
خالق نے پکارا بندے کو اور موت نے رستا چھوڑ دیا

اصغرؑ نے شجاعت دکھلائی انداز تبسم چھوڑ دیا
جس سمت سے ناوک آتا تھا اُس سمت گلے کو موڑ دیا

ہے دھوپ میں عکس مشک و علم دریا کی روپہلی موجوں میں
عباسؑ نے بہتے دریا پر اک نقش بٹھا کر چھوڑ دیا

تلوار کی کشتی بڑھتی ہوئی دشمن کے اُمنڈتے دھاروں پر
عباسؑ کنارے پر ٹھہرے اور فوج نے ساحل چھوڑ دیا

دنیائے محبت کی حد تھی بے شیر کی ننھی سی گردن
ناوک جو گلے کے پار ہوا انساں کا کلیجا توڑ دیا

وہ برق تبسم گرتی ہے وہ گھوڑوں کی باگیں اٹھتی ہیں
وہ ننھا مجاہد جیت گیا وہ فوج نے میداں چھوڑ دیا

سینے سے لگایا لاشۂ حُر سرورؑ نے نبیؐ نے حیدرؑ نے
کس کس کے گلے کا ہار بنا کنبے سے جو ناتا توڑ دیا

وہ حسن کی ضو وہ نورِ جبیں وہ شمع جوانی اکبر کی
فانوس خیال لیلا میں قسمت نے اُجالا چھوڑ دیا
اللہ رے جوشِ ایمانی اللہ رے شوقِ قربانی
انگڑائی لی تن کر اکبر نے فولاد کا نیزہ توڑ دیا
بانو کا سہارا تھے اصغر، سرور کی تمنا تھے اصغر
اک ناوکِ قاتل نے لٹ کر کس کس کا کلیجا توڑ دیا

روایتی نوحہ

آہ مسلم بن عقیل

شبیر کی بیعت کو غداروں نے توڑا ہے
اب نامہ بر سرور پردیس میں تنہا ہے
ٹھہریں تو کہاں ٹھہریں جائیں تو کہاں جائیں
در بند ہیں کوفہ کے بازاروں میں پہرا ہے
ہے شور یہ گلیوں میں جانے نہ دو مسلم کو
مصروف تجسس میں اک پورا رسالہ ہے
ذی الحجہ کی نویں شب ہے ہے چاند بیاباں میں
ہیں مشعلیں اس جا پر جس جا پہ اندھیرا ہے
نہ سالہ وہ سالہ ہیں ساتھ جو دو بچے
پردیس کی گلیوں میں بابا ان سے بچھڑا ہے
بڑھتے چلے جاتے ہیں یہ کہتے لٹو رستے
اے نورِ نظر تم کو اللہ کو سونپا ہے
کمسن ہو اگر تم کو بھیجیں یہ بیٹے کو
شبیر سے کہہ دینا وہ حال جو دیکھا ہے
کہہ دینا نہ آپ آئیں خونخوار کی دنیا میں
ہر ایک نبی زہرا کے خون کا پیاسا ہے

دہلیز پر اک گھر کی جا بیٹھا وہ پردیسی
جب دیکھا کہ بند آگے بڑھنے کا رستا ہے

دروازہ کھلا گھر کا اور ایک ضعیفہ نے
یہ پوچھا کہ اے رہرو کیوں آکے تو بیٹھا ہے

سب شہر میں ہے ہلچل اک غلغلہ ہے کوفہ میں
جا رات بسر کرنے جو تیرا ٹھکانا ہے

مُسلم نے کہا میں ہوں اس دیس میں پردیسی
احباب نہ اعزہ ہیں گھر ہے نہ ٹھکانا ہے

پیاسا ہوں مگر مجھ کو اک بوند نہیں ممکن
تقدیر میں اب شاید پینا ہے نہ کھانا ہے

وہ مومنہ یہ سُن کر جلدی سے گئی گھر میں
پانی کا دیا ساغر اور پوچھا کہ ٹھنڈا ہے ؟

پھر اس نے کہا تم ہو کس شہر کے باشندے
فرمایا وطن میرا احمد کا مدینا ہے

پھر اس نے کہا تم ہو کس خانۂ عزت سے
فرمایا بنی ہاشم مشہور جو کنبا ہے

ہیں میرے چچا احمد ہیں میرے چچا حیدر
اور پوچھو چچی کو گر تو فاطمہ زہرا ہے

شبیرؑ کا بازو ہوں مُسلم مجھے کہتے ہیں
پردیس میں تنہا ہوں غداروں کا بلوا ہے

یہ سُنتے ہی سر رکھ کر قدموں پہ وہ یہ بولی
شبیرؑ تو اے مُسلم ہر شیعہ کا آقا ہے

طوعہ مجھے کہتے ہیں ہوں خادمۂ زہراؑ کی
لونڈی میں تمھاری ہوں یہ گھر بھی تمھارا ہے

کیوں بیٹھے ہو تم در پہ صدقے یہ مکاں تم پہ
سب شہر ہے گر دشمن اک دوست تو زندا ہے

اچھا ہے ہوں تم (؟) پہ یہ فخر تو حاصل ہے۔
مہمان مرے گھر میں حیدرؑ کا بھتیجا ہے

مہمان ہوئے مُسلم طوعہ کے یہاں نظمی

تکمیل روایت کو اب دوسرا نوحہ ہے

محتاج کفن

دلکش ہیں وہ خواب علی اکبر کے نظارے
بس ہو تو چراغوں میں سما جائیں ستارے

اللہ سلامت رکھے اکبر کی جوانی
دل ماں کا دھڑکنے لگا گیسو جو سنوارے

ہے زندۂ جاوید کلام علی اصغرؑ
اب تک ہیں پر تیر میں معصوم اشارے

عاشور کو آئی ہے اسی گھر پہ تباہی
جس گھر میں اتر آتے تھے گردوں سے ستارے

محتاج کفن بھی رہے محتاج لحد بھی
جو قوم کے بکھرے ہوئے گیسو کو سنوارے

جب ہاتھ کٹے شاہ نے عباس کو ڈھونڈا
نیزا اٹھا سینے پہ تو اکبر کو پکارے

وہ سوزِ عطش دھوپ کی شدت وہ حرارت
ہر سانس میں تھے عابدِ مضطر کے شرارے

یوں خون میں ڈوبے ہوئے ہیں عارضِ اصغر
جس طرح شفق میں ہوں چمکتے ہوئے تارے

عاشور کے سو رنج سے بھپکا جاتا تھا دریا
ٹکرائی تھیں موجیں تو نکلتے تھے شرارے

نظمی شہ دیں لاشۂ اکبر پہ کئی بار
زہراؑ کو پکارے کبھی حیدرؑ کو پکارے

نمودِ سحر

رو کے خیمے میں کہتی تھیں مادر
جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے

دو اذاں جا کے مسجد میں دلبر
جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے

کل سحر کو خدا جانے کیا ہو — گھر یہ برباد ہو یا لٹا ہو
آج سن لیں صدائے پیمبر — جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے
صبح عاشور ہو جلوہ آرا — چمکے قسمت کا تیری ستارا
رخ سے سرکائے زلف معنبر — جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے
تم ہو بے چین گرمی کے مارے — ماں سمجھتی ہے نکلے ہیں تارے
ہیں پسینے کی بوندیں جو رخ پر — جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے
دشمنوں کی چڑھائی ہے بیٹا — ہم ہیں تنہا دہائی ہے بیٹا
دیکھو کس جا ہیں سبط پیمبر — جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے
پانی کو [illegible] تو شر نے کہی ہے — جو پھوپھی دل پہ غم سہہ رہی ہے
[illegible] ہیں سرور کی خواہر — جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے
جھونکے آتے ہیں کرب و بلا سے — شمع لہرا رہی ہے ہوا سے
حسن رخ کیسے دیکھے گی مادر — جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے
تم کو سینے سے اپنے لگاؤں — ان کو جھولے میں یا میں جھلاؤں
اک طرف تم ہو اک سمت اصغر — جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے
شام [illegible] ہے خدا سے — میرے گھر کے چراغوں کو رکھے
[illegible] ہے آسماں پر — جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے
تارے چنگاریاں ہیں فلک میں — ہے کمی بخت کی کچھ چمک میں
ڈھونڈتے ہیں سکینہ کے گوہر — جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے

ہاں سپاہی تو ہو تم مری جاں / ماں نہ زخمی ہو پر بھی رہے دھیاں
رکھ کے سوئے ہو پہلو میں خنجر / جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے
دردیاں بج رہی ہیں سحر کی / خیر نظمی ہو سید کے گھر کی
مورچے پر ہے دشمن کا لشکر / جاگو اکبر سحر ہو رہی ہے

اشک و تربت

صبر عابد بتائے جاتی ہے / بیڑی خوں میں نہائے جاتی ہے
ایک شب کی دلھن اسیر زنداں میں / وہ ہے جو سر جھکائے جاتی ہے
پئے انصار خون حُر کی لکیر / راستہ سا بنائے جاتی ہے
دیکھ اے موت ہونٹ اصغر کے / زندگی مسکرائے جاتی ہے
مامتا ماں کی دیکھ اے اکبر / زلف رُخ سے ہٹائے جاتی ہے
گرچہ اصغر نہیں مگر مادر / اب بھی جھولا جھلائے جاتی ہے
سانس اکھڑی ہوئی ہے اکبر کی / اور انگڑائی آئے جاتی ہے
کھلا جاتا ہے زخم اصغر کا / اور ہنسی [illegible] آئے جاتی ہے
ماں تصور میں تربت اصغر / آنسوؤں میں [illegible] جاتی ہے
ہو کے مایوس لاش اکبر کو / ماں گلے سے لگائے جاتی ہے
قبر اصغر کے کھدنے کا ڈر ہے / بالوں سے ماں چھپائے جاتی ہے
روح فزا آخر دم سخن نظمی / روشنی سی دکھائے جاتی ہے

اسیر بغداد

اکیلے زنداں میں موت آئی اسیر بغداد ہائے مولا

نہ پاس احباب اور اعزا نہ ساتھ اولاد ہائے مولا

نہ بعد مردن ملی رہائی پڑی ہے پاؤں میں اب بھی بیڑی

یہ کارگاہ ستم گری کی نئی ہے ایجاد ہائے مولا

وہ تیرے سجدے ملک سے بہتر حسین دیں داد صبر اکر

ترے گلے پر بجائے خنجر تھا طوق فولاد ہائے مولا

ہے [illegible] رونے کو گرچہ کافی مگر نہ تفصیل پہنچی غم کی

اندھیرے گھر میں دبی چھپی تھی، بہت سی روداد ہائے مولا

وقار بتلاتی ہے خموشی اگرچہ کل عمر غم میں گزری

[illegible] کسی نے زنداں سے ایک دن بھی سُنی نہ فریاد ہائے مولا

[illegible] غم نہ ماتم [illegible] وزاری نہ لاش پر سر برہنہ کوئی

[illegible] قم کی شاہزادی تری تھی اولاد ہائے مولا

[illegible] زردی رنگ رخ [illegible] انتہا حسن کی تصویر ہو گیا تھا

پہن کے زنجیر جو بنا تھا شبیہ سجاد ہائے مولا

وہ کون شیعوں کو جو بلائے رضا کو جا کر خبر سنائے

مدینے والوں کے شاہزادے غریب بغداد ہائے مولا

چھپا کے کرنا تھا سب کو رسوا مگر نہ غافل نہیں تھے شیعہ
اٹھا مئین مزدور تبرا لاشہ یہ ظلم نہ بیداد ہائے مولا

ہلا وہ ماتم سے شہر سارا خبر نہ پہونچی وہ آئے شیعہ
پھٹے گریباں ہوا نہ نالہ، اسیر بغداد ہائے مو[illegible]

چھپا کے نظمی کو زیر داماں دکھائیے زور دست یزداں
نہیں ہے وہ آپ سے تو پنہاں پڑی جو افتاد ہائے مولا

زوال مہر امامت دم زوال ہوا

رطب جو قید میں کھائے تو غیر حال ہوا
امام موسیٰ کاظم کا [illegible]

حسن حسین کی تصویر بن گئے مولا
اثر سے زہر کے [illegible]

نبی کی آل پہ کیا کیا ستم ہوئے یا رب
کوئی اسیر رہا، کوئی پائے مال

چھری چلائی رگ دل پہ زہر قاتل نے
نہ نکلا خون امام جہاں جلال

ہوا نے دی ہے رضا کو خبر مدینے میں
چلو کہ باپ کا زنداں میں انتقال

رگوں سے نکلی جو مولا کی روح پاک چھٹی
جدا جدا [illegible] تر کا بال بال

کہا بہن سے [illegible] کے بھائی نے
لو کھو [illegible] انتقال

گزارے شاہ نے پچیس سال اسیری میں
سوائے [illegible] نہ کچھ خیال

اندھیرا چھا گیا زنداں کی طرح دنیا میں
زوال مہر امامت دم زوال

ستم امام موسیٰ پہ ہوتا رہا یونہی نظمی
کوئی چھری سے کمی بے چھری [illegible]

سفیر حسینی

رستہ میں شہ دیں سے جدا ہوتے ہیں مسلم
سر نامۂ فردِ شہدا ہوتے ہیں مسلم

کہتے ہیں سعادت ہے شہ دیں کی خوشی میں
جب رنج کیا ہے کوئی خفا ہوتے ہیں مسلم

گھبرائی ہوئی پھرتی ہے زوجہ جو سنا ہے
راہی طرفِ اہلِ دغا ہوتے ہیں مسلم

یہ راہ شہادت ہے کوئی کھیل نہیں ہے
بچوں کے لیے راہ نما ہوتے ہیں مسلم

کیا جانئے کیا کیا ہیں تصور میں بلائیں
رو دیتے ہیں جب محو دعا ہوتے ہیں مسلم

اصحاب بھی [illegible] کے سردار نہیں گے
بیتاب ہے لشکر بھی جدا ہوتے ہیں مسلم

[illegible] کے سر خاک سفر میں
کرتے ہیں طواف اور فدا ہوتے ہیں مسلم

عباس [illegible] کہتے ہیں بازو مرے تھے تو
تھا جن پہ بھروسہ وہ جدا ہوتے ہیں مسلم

سردار نقیبانِ جہاں شاہ ہیں نظمی
سردار جوانانِ وفا ہوتے ہیں مسلم

ادارۂ عماد الاسلام کا بیش بہا ذخیرہ

(آرڈر دے کر طلب فرمائیے)

تلقین المتقین اردو

قیمت عہ

تمام اصول دین اور ضروری اعمال
و ادعیہ کا مجموعہ جس پر عمل کرنے
کی عماد العلماء نے اجازت عطا فرمائی

عماد الاسلام کتاب التوحید (عربی)

" کتاب العدل عربی
" کتاب النبوت "

مجدد شریعت جناب غفرانمآب رح
کی علم کلام میں وہ بے نظیر تصنیف
جس کا مثل ہندستان کیا عرب و عجم
میں بھی ممکن نہیں جلد اول للعہ
جلد دویم عگار جلد سوم تین روپیہ

نخبۃ الاذکار فارسی

قیمت عہ

جناب عماد العلماء کی بے نظیر تالیف جس
میں نوافل یومیہ نماز شب اور ضروری
اعمال و ادعیہ حج کے واسطے مجرب ادعیہ اعمال ہیں

ہدایۃ العوام قدیم اردو اصول دین

جناب عمدۃ العلماء کی تالیف
کا جو بچوں کے واسطے بے نظیر کتاب ہے

اسلام کی پہلی کتاب

اور

دوسری کتاب

اردو زبان میں جو کم [illegible]
بچوں کے واسطے بہترین کتاب
ہے

نقشہ جات جامعہ [illegible]

قیمت ۲ر

۲۷ × ۱۷ کے تختہ پر کل مطہرات [illegible]
وضو نماز روزہ شکیات اور [illegible]
کے بعد سود [illegible]

وظائف [illegible]

معصومین [illegible]
جس میں سور اور دعائیں ہیں [illegible]

[illegible] تاریخی

[illegible] قیمت ۸ر
[illegible]
[illegible] نقلی جواب [illegible]

المشتہر سید کلب صادق منیجر کتبخانہ عماد الاسلام لکھنؤ